

تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفوس کے چند حکیمانہ واقعات

مولانا عبدالرؤف رحمانی

قرآن شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (۱)

”اسی نے قریش کے ناخواندہ لوگوں میں، انہیں میں سے رسول بھیجا ہے، جو اس کے احکام کو پڑھ کر انہیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم و حکمت سکھاتا ہے، ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔“

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ لوگوں میں رسول ہو کر مبعوث ہوئے، ان پر آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتے، ان کے قلوب کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آیات قرآنیہ کی تلاوت، لوگوں کے قلوب و نفس کا تزکیہ اور کتاب اللہ کی تعلیم اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھانا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ بتایا گیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات سے متصف اور اوصاف حسنہ کے حامل تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ تربیت و تزکیہ نفوس کے سلسلے میں علامہ سیوطیؒ نے ایک بہترین واقعہ اپنی کتاب ”الخصائص الکبریٰ“ میں نقل فرمایا ہے کہ ایک نوجوان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، میں اسلام کے تمام احکام پر عمل کروں گا، مگر ایک چیز کی مجھے بڑی خواہش ہے، اس سے مجھ کو مستثنیٰ رکھا جائے اور چھوٹ دے دی جائے، یعنی میں صرف زنا کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں عورتوں کا بڑا عاشق ہوں، اس بات پر دوسرے صحابہ اسے ڈانٹنے لگے کہ تم اس ناجائز اور حرام فعل کی کیسے اجازت چاہتے ہو، بھلا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اس کی اجازت دیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو اپنے ذہن سے زنا کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: یا

رسول اللہ! ماں سے زنا کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کوئی شریف آدمی اپنی ماں سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی خالہ سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بھلا خالہ سے کون زنا کرے گا؟ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہاں کوئی شریف آدمی اپنی خالہ سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو اپنی پھوپھی سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! پھوپھی سے کون زنا کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کوئی شریف آدمی اپنی پھوپھی سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو اپنی بہن سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو غیر ممکن ہے، اپنی بہن سے کون زنا کرے گا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں واقعی کوئی شریف آدمی اپنی بہن سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو اپنی لڑکی سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ناممکن ہے، کوئی اپنی بیٹی سے کیسے زنا کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کوئی شریف آدمی اپنی بیٹی سے زنا نہیں کرے گا۔

اس حکیمانہ تعلیم کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنی ماں، خالہ، پھوپھی، اپنی بہن اور لڑکی سے زنا نہیں کر سکتا اور نہ کوئی شریف آدمی یہ کرے گا تو جس کسی دوسری عورت سے تم زنا کا ارادہ کرو گے، آخر وہ بھی تو کسی کی ماں ہوگی، یا کسی کی خالہ یا پھوپھی ہوگی، یا کسی کی بہن یا بیٹی ہوگی تو جس طرح تم اپنی رشتے والیوں سے زنا نہیں کر سکتے، اسی طرح دوسروں کی رشتے والیوں سے بھی زنا نہیں کر سکتے، یہ انتہائی شرم و عار کی بات ہوگی، جس طرح تم کو برا لگتا ہے، اسی طرح دوسروں کو بھی اپنی ماں، خالہ، بہن، بیٹی وغیرہ کے بارے میں برا لگے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکیمانہ باتیں اس نوجوان کی سمجھ میں آ گئیں، اس نے اسی مجلس میں خالص توبہ کی اور اپنے ارادہ بد سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

تزکیہ نفوس کا دوسرا واقعہ:..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے میں صحابہ کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے، اس غزوے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، رات کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور مجاہدین کو تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے اور سونے کا حکم دیا تھا کہ صبح سویرے بیدار ہو جائیں اور تازہ دم ہو کر پھر چلیں، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم اجمعین دونوں کے پاس ایک اونٹ اور ایک ہی غلام تھا، جو کھانا وغیرہ تیار کرتا تھا اور اونٹ کے لئے چارہ لاتا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے اس وقت فرمایا کہ ہم دونوں سونے جا رہے ہیں تم ہمارے لئے سالن بنالو، جب حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین دونوں حضرات بیدار ہوئے تو دیکھا کہ غلام سو رہا ہے اور سالن وغیرہ نہیں بنایا، غلام کو جگانے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّهُ لَنُؤْمِ بِعَنِي يَتَوَهَّمُ سَوْنَهُ وَالَا هِيَ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اِنَّهُ لَغَافِلٌ! ”یہ بہت کمال اور بدصورتی ہے۔“ آپس میں اس کے متعلق یہ خیالات ظاہر کر رہے تھے، پھر غلام کو جگایا اور پوچھا کہ کیا تم نے سالن بنایا؟ اس

نے کہا: حضور! ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے میری بھی آنکھ لگ گئی، سو گیا اور سالن نہ بنا سکا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب یہی تدبیر بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان وسیع ہے، کئی غلام اور کاتبان وحی آپ کے ساتھ ہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا بھی ہیں، وہاں کھانے میں وسعت ہوتی ہے، ہم سب کے لئے تھوڑا سا سالن مانگ لاؤ اور ہم دونوں کا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کرو، غلام جب حاضر ہوا اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اجماعاً سلام عرض کیا اور تھوڑا سا سالن دونوں کے لئے طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہما اتلعا کہ وہ دونوں تو سالن کھا چکے ہیں، انہیں سالن کی کیا ضرورت ہے؟ جب غلام نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ نقل کیا تو دونوں دوڑے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: کیف اتلعتما یا رسول اللہ!! اے اللہ کے رسول! ہم دونوں نے سالن کیسے کھایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا: بلحکم اخیكما حين غبتما، یعنی ”تم دونوں نے اپنے بھائی کے گوشت کا سالن کھایا، جب تم دونوں نے اس کی غیبت کی“۔ غیبت کو قرآن مجید نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ تھا کہ جب تم دونوں نے اپنے سوتے ہوئے بھائی کے متعلق نکتہ چینی کی اور اس کی غیبت کی تو آیت کریمہ کی روشنی میں گویا تم نے اس کا گوشت کھایا ہے، پھر سالن کی کیا ضرورت؟ تو دونوں حضرات اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیجئے، اس وقت ربی اعظم، رسول، برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی اچھی تعلیم دی، فرمایا کہ تم دونوں نے میرے حق میں غلطی نہیں کی ہے کہ میں تمہارے لئے خدا سے دعائے مغفرت کروں، بل کہ تم لوگوں نے اپنے غلام کے حق میں غلطی کی ہے، اس سے جا کر درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت چاہے، چنانچہ دونوں حضرات لوٹ آئے اور غلام سے مغفرت کی درخواست کی۔

دونوں بڑے امیر اور دولت مند صحابی تھے، ایک غلام کے سامنے درخواست کرنے پر مجبور ہوئے، حالی نے ایک شعر میں اس جذبہ اطاعت اور اتباع کی تعریف کی ہے، لکھتے ہیں:

سعادت بڑی اس زمانے کی یہ تھی کہ جھک جاتی گردن نصیحت پہ سب کی
دیکھا آپ نے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جلیل الشان صحابہ کی ہدایت و اصلاح کے لئے نیز ان کے تزکیہ نفوس اور تطہیر قلب کے لئے کتنا اچھا ڈھنگ اور اسلوب اختیار کیا اور عیب جوئی اور نکتہ جیسی مذموم حرکت سے ان کے ضمیر کو پاک و صاف کرنے کے لئے کتنا انوکھا اور زراطر استعمال کیا کہ بڑے سے بڑے کو ادنیٰ غلام کے سامنے جھکا دیا۔
تزکیہ نفوس کا تیسرا واقعہ:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے، ایک نوجوان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں چار گناہوں میں مبتلا ہوں، چوری کرتا ہوں، زنا کرتا ہوں، شراب پیتا ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں، ان سب کاموں کو ایک بارگی نہیں چھوڑ سکتا، پہلے کس کام کو چھوڑ دوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تزکیہ نفس کے ماہر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے، اس نے اقرار کیا کہ میں اب جھوٹ نہیں بولوں گا، جب رات میں چوری کا

ارادہ کیا تو خیال آیا کہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ کون سے جرم کیا تو میں اقرار کر چکا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولوں گا، اگر مجھے جھوٹ بولنا ہے تو چوری نہیں کر سکتا، اسی طرح شراب کے متعلق سوچا کہ تھوڑی سی پی لوں تو کیا حرج ہے؟ پھر خیال آیا کہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے، تو نے شراب پی کہ نہیں؟ تو میں جھوٹ نہ بولنے کا اقرار کر چکا ہوں، تو اگر مجھے جھوٹ نہیں بولنا ہے تو مجھ کو شراب بھی نہیں پینا ہے، پھر خیال آیا کہ فلاں معشوقہ کے یہاں جا کر زنا کروں، لیکن اس خیال پر اس بات نے بندش لگا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر صبح پوچھیں گے کہ تم نے کوئی برا کام تو نہیں کیا؟ تو اگر مجھے جھوٹ نہیں بولنا ہے تو پھر زنا بھی نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ تینوں گناہوں سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنے اس ایک وعدہ جھوٹ نہ بولنے میں ایسا سچا ثابت ہوا کہ تمام غلیظ و شدید قسم کے گناہوں سے باز رہنے پر مجبور ہو گیا، یہ روایت سنن اربعہ میں موجود ہے۔ اس واقعے کی روشنی میں صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کے لئے ایسا حکیمانہ نسخہ تجویز کیا جو اس کے تمام گناہوں کے راستے میں سدباب بن گیا۔

تزکیہ نفس کا چوتھا واقعہ:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز میں تعلیم و تربیت فرمائی اور ان لوگوں کو زہد و قناعت کی زندگی اور تھوڑے بہت سامان پر قناعت کرنے کی تعلیم دی، چاہے وہ بادشاہِ زمانہ، خلیفہ وقت ہو یا ملوک صف شکن ہو، سب کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کی تعلیم نے صابر اور قانع بنادیا۔

چنانچہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور ان کا راشن مشورے سے مقرر ہوا تو ان کے راشن میں اس کی گنجائش نہ تھی کہ کوئی میٹھی چیز بن سکے، مہینوں کے بعد خلیفہ اول کی بیوی نے کہا کہ کچھ حلوہ پکا کر کوئی چاہتا ہے، کچھ راشن بڑھا لو تو میں انتظام کر لوں گی، آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے اس سے زیادہ راشن ملنا مشکل ہے، تم اسی راشن پر قناعت کرو، اس جواب کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے مقررہ راشن میں سے چٹکی چٹکی بچانا شروع کیا، جب مختصر انتظام ہو گیا تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا کہ ہم نے کچھ آٹا وغیرہ بچا لیا ہے، آپ بازار سے کچھ شکر مگالیں تو حلوہ بن جائے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیوی سے پوچھا کہ کتنا سامان بچایا ہے تو انہوں نے بچا ہوا سامان پیش کر دیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ سامان بیت المال میں لے جا کر جمع کر دیا اور نگران بیت المال سے کہا کہ ہذا یفضل عن قوتنا ”یہ میرے راشن میں زیادہ جاتا تھا۔“ میری بیوی نے ایک ایک چٹکی کم کر کے اسے بچایا ہے، اب اس کے بغیر بھی ہمارا کام چل جائے گا، اتنا ہمارے راشن میں سے کم کر دیا جائے۔ (۵)

تزکیہ نفس و تطہیر باطن کا پانچواں واقعہ:..... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اس طرح تعلیم و تربیت فرمائی تھی اور ان کے باطن کو پاکیزہ اور دل کا تزکیہ کیا تھا کہ تکبر اور انانیت جیسی مذموم خصلتیں ان کے دلوں سے دور ہو گئی تھیں۔

علامہ ابوسعیدہ قاسم بن سلام نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فلاں پرانے کے پاس ایک زمین دی تھی، اس

ستادِ بزرگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ انگوٹھی ثبت ہے اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دستخط بھی ہیں، اب اس پہاڑی سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا ہے، جس سے ہم اپنے کھیت اور زمین کو سیراب کر سکتے ہیں، لہذا اس چشمے سے فائدہ اٹھانے کا حق ہمیں دیا جائے، کیوں کہ وہ چشمہ ہماری زمین کے بالکل قریب ہے، پہلے ہمارا کھیت پڑتا ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر اراکینِ شوریٰ نے اس کاغذ کو دیکھ کر باہم مشورہ کیا، تو یہ رائے طے پائی کہ اس چشمے کو اس آدمی کے لئے مخصوص کر دیا جائے اور صرف اسی کو اس چشمے سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہونا چاہئے، چنانچہ سب نے منظوری دے دی، لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمادی کہ اس مجلسِ شوریٰ کے ایک اہم رکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستخط باقی ہے، ان سے بھی دستخط کرالو، ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا تو گوشت کی منڈی میں ہوں گے یا مچھلیوں اور پھلوں کے بازار میں ہوں گے، وہاں سے روئی، مال، پھلوں اور کم زور، مرل بکریوں اور گلی سڑی مچھلیوں کو بازار سے باہر کر رہے ہوں گے، یہ لوگ اس منڈی میں گئے، ملاقات ہوئی، اپنا مقدمہ ان سے بھی بیان کیا اور کاغذ دکھلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کاغذ پڑھ کر پھینک دیا، دستخط نہیں کیا اور غصے ہو کر فرمایا: ”هنا لك كله دون الناس“، یعنی ”دوسروں کو محروم کر کے اس چشمے کا سارا پانی صرف تمہیں کو دیدیا جائے“، یہ غیر مناسب ہے، یہ فیصلہ غلط ہے، میں اس پر دستخط نہیں کر سکتا، اس کاغذ کو لے چلو، چنانچہ دونوں امیر المؤمنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بگڑ کر کہنے لگے: انت امیر المؤمنین ام عمر؟“ آپ امیر المؤمنین ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ؟“ اس سوال پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف نہ طیش آیا، نہ آپ کی انانیت بھڑکی، بلکہ خوش ہوئے اور سنجیدگی سے جواب دیا: ”یوسف کون عمر ان شاء اللہ کہ ان شاء اللہ عمر بھی خلیفہ ہوں گے، یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آگئے اور فرمایا کہ وہ پہاڑی چشمہ ہے جو ہمیشہ رواں دواں رہے گا، یہ پانی عام رعایا کے لئے فائدہ اٹھانے کی چیز ہے، صرف تمہارا ایک آدمی کے لئے اسے منحصر کرنا ٹھیک نہیں ہے، ہاں ان دونوں کی زمین سے وہ چشمہ متصل ہے، اس لئے ان کو اولاً استعمال کرنے کا حق حاصل ہونا چاہئے، باقی پانی سے عام پبلک مستفیض ہوتی رہے، پھر اس فیصلے کو بحال کر دیا گیا۔ (۶)

سبحان اللہ! وہ پاک نفوس جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے، کس قدر باہمی مشورے سے اپنے اختلاف رائے کو دور کر لیتے تھے اور جذبات کی رو میں نہیں بہتے تھے، اس واقعے کی روشنی میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل کی کتنی بہترین تربیت و تطہیر فرمائی تھی کہ ان کا سینہ کدورت، انانیت اور نفسانیت سے پاک ہو گیا تھا اور امارت و خلافت کے ایام میں بھی انہوں نے اپنے نفس کو نظم و ضبط کا پابند رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین تربیت اور عمدہ ترقی کے سبب ہمیشہ ان کے قدم حق اور انصاف کی راہ پر ثابت رہے اور وہ لوگ فرمانِ خداوندی ﴿وَأْمُرْهُمْ شَوْرَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ کے سچے مصداق رہے۔

..... جاری ہے